موسیقی کی شرعی حیثیت اور اسکی ابتداء

الیاس جہانگیر

موسیقی اصل میں ایک سریانی لفظ ہے۔ اہل فن کے ہاں کسی راگ کو مخصوص قواعد کے تحت گانے کو موسیقی کہا جاتا ہے۔ یہ بات آج تک معلوم نہیں ہوئی کہ موسیقی (Music) کا بانی کون تھا۔ اندازہ ہے کہ منتشر صورت میں اس کی ابتدا ہوئی۔ عملی طور پر اس فن سے بحث کرتے ہوئے امام رازیؒ نے لکھا ہے کہ سب سے پہلے نفیس ترکیب سے اسے حکیم فیثا غورث نے مدون کیا۔[ذیل التذکرة / ٢٤]

اچھی آواز ایک وہبی عطیہ ہے۔ ابتدا میں یہ فن ہر قسم کی آلودگیوں سے پاک تھا، جب تک حسن صوت کا استعمال پاکیزہ فطری جذبات و احساسات کے اظہار تک محدود رہا، کسی نبی کی شریعت نے اسے حرام قرار نہیں دیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی زبور خوانی یا ہجرت کے وقت (طلع البدر علینا) حسن صوت سے ادا کرنے تک موسیقی فطری انداز میں رہی۔ مگر آگے چل کر موسیقی کے وضع کردہ قوانین کے ساتھ جب آلات طرب کی دُھنوں کو ملایا گیا۔ اور حسن صوت کے وہبی عطیہ کو مسخ کر کے اسے خواہشاتِ نفسانی کو ابھارنے کے لیے استعمال کیا جانے لگا تو اسے شریعت نے حرام قرار دیا۔ موسیقی کے بداثرات اور اس کے نتائج کو سمجھنے کیلئے اس مثال کو پیش نظر رکھیں: انگور ایک لذیذ اور فرحت بخش ثمر ہے۔ تازہ پھل کی صورت میں استعمال کریں یا خشک کر کے، اس کا استعمال مفید ہے۔ لیکن اسے نشہ آور مشروب کی شکل میں تبدیل کیا جائے تو انسان کی عقل وصحت کیلئے مضر اور دل و دماغ پر سمّی اثرات مرتب کر کے حواسِ خمسہ پر چھا جانے والی چیز بن جاتی ہے تو شریعت اسے حرام قرار دیتی ہے۔ اسی طرح حسنِ صوت بذات خود کوئی بری چیز نہ تھی، بلکہ اس کی صورتِ فاسدہ جسے موسیقی اور آلات طرب کے ساتھ ڈھال دیا گیا، شرعاً اور عقلاً بھی صرف مضر نہیں بلکہ حرام قرار پاتی ہے۔

اللہ تعالی محقق ابن الجوزیؒ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے جنہوں نے دیگر مبتدعانہ امور کی نشاندہی اور ان کے تعاقب کے ساتھ اس فن پر بھی بحث کر کے امت مرحومہ کو اس ایمان سوز بدعت سے خبردار کیا۔ آپؒ لکھتے ہیں:

1- راگ سننے والے کا دل عظمتِ الٰہی میں تدبر کرنے سے غافل ہو جاتا ہے۔

2- راگ سننے سے لذتِ شہوانیہ بھڑک اٹھتی ہے۔

3- راگ عقل پر بھی حملہ کرتا ہے، آپ نے دیکھا ہوگا کہ کوئی راگ سنتا ہے تو اس کی طبیعت میں طرب و نشاط پیدا

ہو جاتا ہے اور باوجود عقل و ہوش کے اس سے ایسی حرکتیں صادر ہوتی ہیں۔مثلاً سر ہلانا، تالی بجانا، پاؤں کو حرکت دینا، سامنے پڑی ہوئی چیزوں پر دھن سے ہاتھ مارنا، افسوس کرتے ہوئے سینے پر ہاتھ مارنا، ٹھنڈی سانس لینا، کسی کے تصور میں ڈوب جانا، اہم یادداشت کا بھول جانا وغیرہ ایسی حرکات جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے عقل میں بھی کچھ تغیر ضرور آ گیا ہے۔

جس طرح شراب عقل کو مغلوب کر لیتی ہے، اسی طرح راگ بھی عقل پر پورا اثر کرتا ہے۔اس پر یہ قول شاہد ہے کہ (الغناء رقية الزناء) ''راگ زنا کا منتر ہے۔''

امام ابن القیمؒ فرماتے ہیں کہ عورت اور مرد کے جنسی جذبات پر راگ ایسا اثر کرتا ہے کہ جیسے آگ پر تیل ڈالا جائے۔

بعض ناقص العقل کہتے ہیں کہ موسیقی سے الجھی ہوئی طبیعت کو سکون ملتا ہے اور دل کے غم دور ہوتے ہیں۔ یہ ایک نفسیاتی مسئلہ ہے۔نفسیات کے ماہر اس کا انکار کرتے ہیں۔ایک غیر مسلم فلاسفر جس کے مذہب میں موسیقی عبادت کا جزء ہے یعنی مسٹر گھوش (M Goush) لکھتے ہیں کہ فن شاعری اور موسیقی کو رُوحانیت سے منسوب نہیں کیا جا سکتا، یعنی ان سے قلبی طمانیت بالکل حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ اس کا تعلق روحانیت اور طمانیت سے اس قدر ہے جس قدر فلسفہ اور سائنس کا۔

اصلی سکون اور اطمینان تو صرف اللہ تعالیٰ کی یاد اور ذکر سے حاصل ہوتا ہے۔قال تعالیٰ: ﴿الذين امنوا وتطمئن قلوبهم بذكر الله الا بذكر الله تطمئن القلوب ۞﴾ [الرعد/۲۸]

یہی باعث ہے کہ جو لوگ موسیقی کے سماع کے عادی ہوتے ہیں، قرآن کی سماع سے انہیں کوئی لطف حاصل نہیں ہوتا۔ ایسا شخص قرآن اس حال میں سنتا ہے کہ دل کہیں اور ہوتا ہے، دماغ کہیں اور ﴿ومنهم اميون لا يعلمون الكتٰب الا امانى وان هم الا يظنون ۞﴾ [البقرة/۷۸] ''ان میں سے ان پڑھ ایسے بھی ہیں جو خود کتاب ہدایت کا علم نہیں رکھتے۔مگر اپنے گمان اور غیر یقینی تصورات میں مبتلا ہیں۔''

اِن اَن پڑھ لوگوں کا حوالہ دینے کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی کہ بدقسمتی سے ہمارے وطن عزیز کی اکثریت (تقریباً ۶۵%) آج بھی ان پڑھ ہے۔افسوس کی بات یہ ہے کہ ملک میں تقریباً ۵% لوگ ایسے ہوں گے جو دینی علم رکھتے ہیں۔اس وجہ سے پی ٹی وی پر چار چار گھنٹے نوجوانوں، بچیوں، ماؤں اور بہنوں کا تعارف کرنے کے بعد ان کی پسند کے نام سے ایسا نغمہ، ایسی موسیقی، ایسی دُھن، ایسے اشعار اور ایسے رقص پیش کیے جاتے ہیں جو سننے اور دیکھنے والوں کے جذبات میں طوفان اور ہیجان پیدا کرتے ہیں۔

دیگر ذرائع ابلاغ مثلاً اخبارات میں تو آج کل پورا پورا صفحہ فلمی اداکاروں اور گلوکاروں کے انٹرویو اور فلمی اشتہارات

آتے ہیں۔اس طرح ویب سائیٹ پر بھی ہر وقت فحاشی کی تشہیر ہوتی رہتی ہے۔ذرائع ابلاغ کے مسلمان کارکنوں کو چاہیے کہ اپنی پیشہ ورانہ خدمات کے دوران اللہ تعالی کے اس حکم کو پیش نظر رکھا کریں:﴿إن الذين يحبون أن تشيعَ الفاحشة في الذين آمنوا لهم عذاب اليم في الدنيا و الآخرة ﴾''بیشک جولوگ مسلمانوں میں فحاشی کی تشہیر چاہتے ہیں'ان کے لیے دنیا و آخرت میں عذاب الیم ہے۔''[النور/۱۹]

اللہ کے رسول ﷺ بھی موسیقی سے بہت نفرت کرتے تھے۔''عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک سفر میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جارہا تھا کہ آپ ﷺ نے بانسری کی آواز سنی تو کانوں میں انگلیاں ڈال دیں اور جب آواز کی حدود سے نکلے تو انگلیاں نکال لیں۔''[مسند أحمد]

فکر طلب بات یہ ہے کہ اس وقت اکثر مسلمان بھی اقوام مغرب کے برابر اعمال،افکار اور آزاد خیالی چاہتے ہیں، مگر ان میں اور ہم میں بہت فرق ہے۔(بقول اقبالؒ)

''اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر   خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی'' ﷺ

مغربی قوتیں آج مسلمانوں کی نئی نسل کو تباہ و برباد کرنے کیلئے ان میں بے حیائی اور فحاشی کو عام کرنے کی پوری جستجو کررہی ہیں۔اس کی تازہ مثال یہ ہے کہ افغانستان پر امریکی حملے کے بعد وہاں بہت سارے ٹرکوں پر آلات طرب پہنچائے گئے اور سینکڑوں کی تعداد میں میوزک سینٹر اور سینما ہال بنائے گئے۔''افغانستان کی تعمیر نو'' کے دلفریب وعدوں کا ایفا صرف اسی فیلڈ میں نمایاں طور پر ہو چکا ہے۔

مگر افسوس اس بات کا ہے کہ مسلمانوں کی ایک بھاری جماعت ان کی سازش کا شکار ہوکر اسے دور حاضر کی ''تہذیب'' سمجھتی ہے۔اور وہ انہی کے طور طریقے اور رسم و رواج اپناتے ہیں۔اس لئے اب بڑے شہروں میں تو پینٹ شرٹ اور ٹائی کے بغیر زندگی اجیرن اور معیوب لگتی ہے۔اور ہر تیسری دوکان کے بعد میوزک سنٹر موجود ہے۔ان فحاشی کے اڈوں سے اب عربی اُردو میں ایسی فلمیں چلنے لگی ہیں جو ایک عام مسلمان کو راہ حق سے بھٹکا سکتی ہیں۔اس لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے ناپسند کرتے تھے۔ارشاد فرمایا:{ انـه نهيت عن صوتين احمقين فاجرين صوت لهو ولعب ومزامير الشياطين وصوت لطم خدود وشق جيوب ودعاء بدعوى الجاهلية } ''میں نے دو احمق اور فاجر آوازوں سے منع کیا ہے:(خوشی کے وقت) لہو ولعب اور شیطانی بانسری کی آواز سے اور (غمی کے وقت) منہ پیٹنے گریبان پھاڑنے اور جاہلیت کے نعروں کی آواز سے۔''[جامع الترمذی کتاب الجنائز باب ۲۵ میں صرف

دو سرا فقرہ ھے، جسے امام ترمذیؒ نے **حسن** قرار دیا ھے۳/۳۲۸۔ البانیؒ نے بھی **حسن** کہا ھے۔]

گانے بجانے کی محفلوں میں شیطان سرگرم رہتے ہیں۔ شیطان اہل مجلس میں سے بعض پر مسلط ہوجاتا ہے اور انہیں شیطانی وجد میں مبتلا کر دیتا ہے۔ شراب کے متوالوں کی طرح گویوں کی آواز کے متوالے بھی ذکر الٰہی سے غافل رہتے ہیں۔ گانے اور موسیقی کی انہی خرابیوں کی بنا پر اہل اسلام اسے ہمیشہ سے نفرت کی نگاہ سے دیکھتے چلے آئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ خیر القرون میں حجاز، شام، یمن، مصر، مغرب، عراق، خراسان کہیں بھی اہل صلاح وتقویٰ موسیقی کو پسند نہیں کرتے تھے۔

دوسری صدی ہجری کے اواخر میں عالم اسلام میں بھی اس کی فتنہ پردازیاں ظاہر ہونے لگیں۔ برصغیر پاک وہند میں موسیقی مغل حکمرانوں کی سرپرستی سے مشہور ہوئی۔ اس کے سرپرستوں میں سلطان جلال الدین خلجی، محمد بن تغلق، سکندر لودھی اور جونپور کے سلطان حسین شرقی زیادہ مشہور تھے۔ سلطان محمد تغلق کو موسیقی سے اس قدر دلچسپی تھی کہ اس نے نئے دارالحکومت ''دولت آباد'' کے قریب ایک شہر ''طرب آباد'' کے نام سے بسایا۔ امیر خسرو مختلف علوم وفنون میں ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ ہندی اور ایرانی دونوں قسم کی موسیقی میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ اکبر کا ہم عصر مالوہ کا حکمران باز بہادر موسیقی کا امام الفن سمجھا جاتا تھا۔ تان سین مغل دور کا عظیم موسیقار تھا۔

علماء کرامؒ اور ائمہ عظامؒ نے ہر دور میں موسیقی کو ناپسند کیا۔ امام احمد بن حنبلؒ سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا ''اکرھہ'' یعنی میں اسے ناپسند کرتا ہوں۔ اور امام شافعیؒ نے فرمایا: ''میں ایک ایسی چیز چھوڑ آیا ہوں جسے زندیقوں نے ایجاد کیا ہے، یعنی گانا بجانا، اس کے ذریعے انہوں نے لوگوں سے قرآن چھڑا دیا ہے۔''

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ جب گانے، بجانے یا کسی اور فعل کو اطاعت اور قربت وعبادت بنایا جائے تو ثبوت میں کوئی دلیل شرعی پیش کرنی چاہئے۔ کیونکہ حرام وہی ہے جسے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرام قرار دیا اور حلال وہی ہے جسے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلال قرار دیا ہے۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿یاأیها الذین اٰمنوا اطیعوا الله ورسوله ولا تولوا عنه وانتم تسمعون ۞ ولا تکونوا کالذین قالوا سمعنا وهم لا یسمعون ۞﴾ ''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرو اور ان کے احکامات سنتے ہوئے منہ مت پھیرو اور ان لوگوں کی طرح نہ ہوجاؤ جنہوں نے کہا کہ ہم نے سن لیا حالانکہ وہ نہیں سنتے۔'' [الأنفال/۲۴]

یعنی یہود ونصاریٰ اور وہ لوگ جو زبانی دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ حالانکہ

نہیں کرتے بلکہ اپنی طرف سے نئی نئی باتیں ایجاد کر کے دین سمجھتے ہیں۔اور جو کوئی یہ دعوی کرے کہ ناچ گانے کی محفلوں پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اوران سے محبت ورغبت رکھتے ہیں تو وہ کذاب ہے۔بلکہ ایسی محفلوں میں شیطان مسلط ہوتے ہیں۔ چنانچہ طبرانی وغیرہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ ''شیطان نے کہا: اے میرے رب! میرے لئے ایک گھر خاص کرلیں۔اللہ تعالی نے فرمایا تیرا گھر حمام ہیں۔اس نے کہا میرے لئے بار بار پڑھنے کی ایک چیز مقرر کردیں، اللہ نے فرمایا تیرے پڑھنے کی چیز شعر ہے۔اس نے کہا میرے لئے ایک منادی مقرر کردیں، اللہ نے کہا: تیرا منادی بانسری ہے۔'' معلوم ہوا کہ مزامیر شیطان کی آواز ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو مخاطب کر کے فرمایا: ﴿ **واستفزز من استطعت منهم بصوتك وأجلب عليهم بخيلك ورجلك** ﴾ ''تو اپنے آواز سے جسے بلا سکتا ہے بلا اور اپنے لاؤلشکر سے ان پر یورش کر۔'' [الاسراء/٤٦]

﴿ **ومن يعش عن ذكر الرحمٰن نقيض له شيطانا فهو له قرين** ۞ ﴾
''جو کوئی رحمٰن کے ذکر سے کورچشم بن جائے گا ہم اس کے لئے شیطان مقرر کردیں گے وہ اس کے ساتھ رہے گا۔
[الزخرف/٣٦]

اقسام برادران

بھائی بندی میں شامل ہونے والے لوگوں کی چار قسمیں ہیں: ایک قسم وہ ہے جو مدد کرتا ہے لیکن مدد طلب نہیں کرتا، دوسری قسم کے بھائی نہ امداد کرتے ہیں نہ امداد مانگتے ہیں۔تیسری قسم کے لوگ مدد کے طلب گار رہتے ہیں لیکن معاونت سے گریزاں رہتے ہیں چوتھی قسم کے افراد مددگاری کی التماس بھی کرتے ہیں اور مدد سے بھی دریغ نہیں کرتے۔